رحمۃ للعالمین

کلثوم پٹھان
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات سندھ یونیورسٹی
جام شورو

یوں تو قرآن پاک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی مقامات پر کہیں واضح طور پر کہیں اشارۃً "رحمت" کے لقب سے سرفراز فرمایا گیا ہے لیکن اس حقیقت کو بڑی صراحت کے ساتھ سورۂ انبیاء میں بیان کیا گیا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ٥

اس آیتِ مبارکہ کا ترجمہ مختلف اصحابِ علم نے مختلف طریقوں سے کیا ہے۔ یہاں دو ترجمے پیش کیے جاتے ہیں۔

۱۔ (اے محمدؐ) ہم نے جو تم کو بھیجا ہے تو دراصل عالمین کے حق میں ہماری رحمت ہے۔

۲۔ (اے محمدؐ) ہم نے تم کو عالمین کے لیے سراپا رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے۔

واضح رہے کہ قرآن پاک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف دنیا کے لیے رحمت نہیں کہا بلکہ "رحمت للعالمین" کہا ہے ـــــ اس کی توجیہہ صاحبِ کشّاف یوں کرتے ہیں کہ حضورؐ کی ذات والا صفات بلاشبہ پوری نوعِ بشر کے لیے رحمت ہے اور حضورؐ کو اس رحیمی شان کے ساتھ دنیا میں مبعوث فرمایا گیا ہے ـــــ لیکن اس رحمت سے وہی لوگ فیض یاب ہوں گے جو اس کے لیے اہلیت اور استحقاق پیدا کریں گے۔

یہاں "رحمت" لفظ خاص طور سے قابل توجہ ہے۔ امام راغب کی تحقیق کے مطابق رحمت اس رقتِ قلب کا نام ہے جس کی بناء پر ایک انسان دوسرے انسان

کی معاونت کرتا ہے ——— رحمت کے معانی پیار، ترس، دیا ہمدردی غمگساری محبت اور خبرگیری بھی ہیں۔ اور یہ تمام معانی اس لفظ میں پائے جاتے ہیں۔

رحمت کے ساتھ جو لفظ استعمال ہوا ہے وہ ہے للعالمین ——— قرآن پاک میں جتنی جگہ بھی اس لفظ کو استعمال کیا گیا ہے۔ ان سب کا خلاصہ یہ ہے کہ ذِکْرٌ لِّلْعَالَمِیْنَ، صرف قرآن پاک کو قرار دیا گیا ہے مُبَارَکًا لِّلْعَالَمِیْنَ بیت المقدس اور بیت الحرام کو کہا گیا ہے اور آیاتٌ لِّلْعَالَمِیْنَ اصحاب نوحؑ وکشتی نوحؑ حضرت مریمؑ اور حضرت ابن مریمؑ اور نوع انسان کی مختلف زبانوں اور متنوع رنگوں کے اختلاف کو کہا گیا ہے لیکن للعالمین کے ساتھ سابقے کے طور پر لفظ رحمت کا استعمال صرف حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کیا گیا ہے کسی دوسرے کے لیے نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے پہلو لاتعداد پہلوان میں سب سے روشن اور تابناک پہلو یہ ہے کہ آپ نے نوع انسان کو اپنے خالقِ حقیقی کی صحیح پہچان اور معرفت عطا کی، انسانیت کو عناصرِ فطرت، رسومِ باطلہ اور تخیلاتِ جہلا کے جھوٹے خداؤں کے حصار سے آزاد کرا کے اسے خدائے واحد کی غلامی سے لذت آشنا کیا۔ ساتھ ہی ساتھ اپنے اسوۂ حسنہ کے ذریعے معبود اور عبد کے درمیان تعلق اور رشتے کے سلسلے میں ایسی واضح نظیریں قائم کردیں کہ وہ تاقیامت مشعلِ راہ رہیں گی۔

رب العالمین نے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو رحمت للعالمین فرما کر یہ ظاہر کردیا کہ جیسے اس خالق کی اُلوہیّت عام ہے اور اس کی ربوبیت سے کوئی شے بے نیاز نہیں رہ سکتی اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات سب کے لیے اور سب کے فائدے کے لیے ہیں۔

نبی کریمؐ کا فرمان ہے: اِدْفَعْ بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِیْ بَیْنَكَ وَبَیْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِیٌّ حَمِیْمٌ۔ "برائی کی مدافعت خوبی ونیکی سے کرو، پھر تو تمھاری عداوت والا بھی سرگرم جوش دوست بن جائے گا۔"

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری زندگی قول وفعل کی یکسانیت کا مظہرِ کامل

ہے ہم سیرت طیبہ پر غور کریں تو پتہ چلے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ برائی کی مدافعت خوبی و نیکی سے کی اور یوں رَحْمَةً لِّلْعَالَمِینَ کی عملی تفسیر پیش کی۔ اس کا نتیجہ بھی خاطر خواہ نکلا۔ بالآخر تقریباً تمام عداوت رکھنے والوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ سلوک اور رحمت عام کی وجہ سے آپؐ کا گرم جوش دوست بننے پر خود کو مجبور پایا۔

رحمۃ للعالمینؐ کی حیاتِ طیبہؐ کا مطالعہ کرنے سے مفہوم ہوتا ہے کہ بلا امتیاز رنگ و نسل و وطن، آپؐ کی بے پایاں رحمت انفرادی خواہ اجتماعی سطح پر ہر ایک کے لیے کارفرما رہتی تھی —— اور یوں سیرتِ پاک رحمتِ مجسّم ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے۔

" حرب فجارؐ کے بعد" حلف الفضولؐ کا معاہدہ ہو خانۂ کعبہ میں حجر اسود نصب کرنے کے بارے میں مدبرانہ فیصلہ ہو اسفر طائف کے اختتام پر زخموں سے چور چور ہونے کے باوجود دشمنوں کے حق میں دعائے خیر ہو یا صلح حدیبیہ کے موقع پر بظاہر مسلمانوں کے لیے ذلت آمیز شرائط قبول کرنے پر آمادگی ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت سے متصف حیاتِ طیبہ کا ہر واقعہ اس امر کا شاہد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ جنگ اور تباہی پر امن اور راحت کو ترجیح دی۔

رحمۃ للعالمین کی رحمت صرف دوستوں تک محدود نہیں بلکہ اس رحمت کا صحیح اندازہ اُسی وقت ہوتا ہے جب دشمنوں پر اس کا اظہار ہو۔

ابو سُفیان جس نے مسلمانوں کے خلاف لشکرِ کفار کی، بدر، احد، خندق کئی جنگوں میں قیادت کی اور بے شمار مسلمانوں کے خون سے اپنی تلوار کی پیاس بجھائی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کی سازشوں میں بھی بارہا ملوث ہوا۔ جب فتح مکہ کے وقت رحمتِ مجسّم کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس سے کوئی تعرض نہ فرمایا بلکہ ان الفاظ میں اس کی عزت افزائی فرمائی کہ مَن دخل دار ابی سُفیان کان امناً "جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا اس کے لیے امن ہے" تاریخ عالم اس رحمت کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے

ابوسفیان کی بیوی ہندؔ مسلمانوں سے مقابلے کے وقت گا گا کر سپاہِ کفر کا حوصلہ بڑھاتی تھی اُس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب چچا حضرت حمزہؓ کی لاش کی بے ادبی کی

ناک، کان کاٹ کر ہار بنایا، سینہ کاٹ کر کلیجہ چبانا چاہا ——— فتح مکہ کے موقع پر آخر وقت تک نقاب اوڑھے گستاخیوں سے باز نہ آئی۔ اس کے باوجود جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تمام غلطیوں سے درگذر فرمایا تو بے اختیار اس کے منہ سے نکلا "اے محمدؐ آج سے پہلے تمہارے خیمے سے زیادہ کسی خیمے سے مجھے نفرت نہ تھی لیکن آج تمہارے خیمے سے زیادہ کسی کا خیمہ مجھے عزیز نہیں ہے"۔

اس قسم کے بے شمار واقعات صفحاتِ تاریخ میں محفوظ ہیں ——— حضرت حمزہؓ کا قاتل وحشی ہو یا دشمن اسلام عکرمہ بن ابوجہل، حضورؐ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا قاتل ہبار بن الاسود ہو یا جنگِ بدر کے بعد حضورؐ کے قتل کی تاک میں رہنے والا عمیر بن وہب ——— نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بے پایاں رحمت سے کسی کو مایوس نہیں کیا۔

فتح مکہ کے موقع پر مکہ کے بڑے بڑے سردار، مسلمانوں کے قاتل، اسلام کی راہ کے پتھر، صحن حرم میں جمع تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک نظر اٹھا کر انھیں دیکھا اور دریافت فرمایا کہ "اے مکہ کے سردارو! آج میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں گا؟"

سردارانِ مکہ کو بھی اپنی تمام تر دشمنی کے باوصف، رحمۃ للعالمین کی رحمت پر یقین کامل تھا۔ بیک زبان بول اٹھے "آپؐ جوانوں کے شریف بھائی اور بوڑھوں کے شریف بھتیجے ہیں" اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رحمت کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا "جاؤ آج تم پر کوئی ملامت نہیں، تم آزاد ہو"۔ (لا تثریب علیکم الیوم - اذھبوا فانتم الطلقاء)

کیا تاریخ عالم سیرت نبویؐ کے علاوہ کہیں اور سے رحمت کی ایسی کوئی مثال پیش کر سکتی ہے؟

اس مرحلے پر شاید یہ غلط فہمی پیدا ہو کہ ہر معاملے میں خواہ وہ انسانیت، اخلاق اور شرافت کے لیے کتنا ہی خطرناک، نقصان دہ اور سنگین کیوں نہ ہو بے جا نرمی اور ملائمت کا رویہ اختیار کرنا رحمت ہے؟ ——— ہرگز نہیں! ——— رحمت کا تقاضا تو یہ ہے کہ خیر اور بھلائی کو فروغ حاصل ہو اور ہر قسم کے جبر و استبداد اور برائی کا خاتمہ کیا جائے۔

اس مقصدِ عظیم کے حصول کے لیے تلقین و ترغیب کو بنیادی اہمیت حاصل ہے لیکن انسانیت سے کسی فاسد مادے کا اخراج جراحت کے ذریعے ہی کیا جا سکتا ہو تو یہ عمل بھی انسانیت کے حق میں رحمت کی ایک شکل ہو گی۔

فتح مکہ کے موقع پر رحمۃ للعالمینؐ نے تمام دشمنوں کو معاف فرما دیا لیکن ایک شخص کی گردن اڑانے کے لیے حضرت علیؓ کو دیا کیونکہ خواتین پر رکیک حملوں، مظلوموں اور بے بسوں کی ایذا رسانی اور نت نئی شرارتوں کی وجہ سے اس کی حیثیت انسانیت میں فاسد مادے کی سی ہو گئی تھی جس کا اخراج ضروری تھا اس واقعے کا ذکر کرتے ہوئے علامہ اقبالؒ تحریر فرماتے ہیں:[1]

ذوالفقار حیدری نے ایک آن میں اُس کم بخت کا خاتمہ کر دیا اس کی لاش خاک و خون میں تڑپ رہی تھی لیکن وہ ہستی جس کی آنکھوں میں دوشیزہ لڑکیوں سے زیادہ حیا تھی۔ جس کا قلب تاثرات لطیفہ کا سرچشمہ تھا اس دردانگیز منظر سے مطلق متاثر نہ ہوئی۔ مقتول کی بیٹی نے باپ کے قتل کی خبر سُنی تو نوحہ و فریاد کرتی اور باپ کی جدائی میں دردانگیز اشعار پڑھتی ہوئی دربارِ نبوی میں حاضر ہوئی۔ اللہ اکبر! اشعار سُنتے تو حضورؐ اس قدر متاثر ہوئے کہ اس لڑکی کے ساتھ مل کر رونے لگے۔ یہاں تک جوشِ ہمدردی نے اس سب سے زیادہ ضبط کرنے والے انسان کے سینے سے ایک آہ نکلوا کر چھوڑ دی۔ پھر (نُضَیر) (مقتول کا نام ہے) کی تڑپتی ہوئی لاش کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ فعل محمد رسول اللہ کا ہے اور اپنی روتی ہوئی آنکھوں پر انگلی رکھ کر کہا کہ یہ فعل محمد بن عبداللہ کا ہے پھر حکم دیا کہ نضیر کے بعد کوئی شخص مکہ میں قتل نہ کیا جائے۔

اس واقعے سے رحمت کا مفہوم صحیح سمجھنے میں بے حد مدد ملتی ہے ـــ نبی کریمؐ نے حتی الامکان کمزوریوں اور برائیوں کو خوبیوں اور اچھائیوں میں تبدیل کرنے کی کوشش کی

---

[1] اقبال نامہ۔ حصہ اوّل ص ۔ ۱ ۔ ۱۴

لیکن جہاں کہیں بھی یہ محسوس کیا کہ کسی کمزوری کا بروقت سدباب نہ کرنے کی صورت میں وہ معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے کر انسانیت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا دے گی۔ اُسی وقت اس کا قلع قمع کرکے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانیت کے حق میں اپنی رحمتِ بے کراں کا ثبوت دیا۔

رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا اندازہ کرنے کے لیے عالم انسانیت خصوصًا اہلِ عرب کی قبل از اسلام اور بعد از اسلام حالتوں کا تقابلی مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ اس انقلابِ عظیم کی ایک جھلک حضرت جعفر طیارؓ کی اس تقریر میں ملتی ہے جو حبشہ کے بادشاہ نجاشی کے دربار میں کی گئی۔ حضرت جعفرؓ نے فرمایا: "اے بادشاہ! اسلام لانے سے پہلے ہم ایک جاہل قوم تھے، بتوں کو پوجتے تھے، ہمسایوں کے ساتھ بُرا سلوک کرتے تھے اور زبردست کمزوروں کا مال کھا جاتے تھے۔ آخر خدا نے ہماری طرف ایک رسول بھیجا جس نے ہمیں اللہ کی طرف بلایا اور تعلیم دی کہ خدا کو ایک جانیں، اسی کی عبادت کریں اور بُت پرستی چھوڑ دیں۔ اس بات پر ہماری قوم ہمارے خون کی پیاسی ہوگئی اور چاہا کہ پھر ہم بتوں کی پوجا کرنے لگ جائیں اور خدا پرستی چھوڑ دیں۔"

یہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت ہی تھی جس نے قومیت کی بنیاد وطن، رنگ، نسل، اور زبان کے بجائے عقیدے اور نظریے پر قائم کی۔ یہی وجہ ہے کہ دربارِ نبوی میں بلالؓ حبشی، سلمان فارسیؓ، عدیؓ طائی، ابو سفیان اموی، صہیب رومیؓ، ابو عامر اشعریؓ، ابو ذر غفاریؓ، ثمامہ نجدیؓ، اور عداس نینوائیؓ وغیرہ سب پہلو بہ پہلو بیٹھے نظر آتے ہیں۔ یہاں وطن، رنگ، نسل اور زبان کی بناء پر کوئی امتیاز نہیں کیا جاتا۔ حضرت عمر فاروقؓ، حضرت بلال حبشیؓ کو "آقا" کہہ کر پکارتے ہیں ــــــــ یہاں ممتاز ہونے کے لیے کسی اور ہی وصف کی ضرورت ہے حجۃ الوداع کے موقع پر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے وضاحت فرمائی:

"لوگو! بیشک تمھارا رب ایک ہے اور بیشک تمھارا باپ ایک ہے، ہاں عربی کو عجمی پر، عجمی کو عربی پر، سُرخ کو سیاہ پر اور سیاہ کو سُرخ پر کوئی

فضیلت نہیں مگر تقویٰ کے سبب سے"۔

اس طرح عملی طور پر انسانوں کے درمیان ہر قسم کی سطحی امتیازات کو ختم کر کے رحمۃ للعالمین ؐ نے مساوات قائم کی آپ نے فرمایا:

" تمہارے غلام! تمہارے غلام!! جو خود کھاؤ وہی ان کو کھلاؤ، جو خود پہنو وہی ان کو پہناؤ، غلاموں کی صحیح نگہداشت کے بارے میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنی فکر رہتی تھی کہ عالمِ نزع میں بھی آپؐ کی زبانِ مبارک پر یہ الفاظ تھے الصّلوۃ وما ملکت ایمانکم نماز اور غلام"

رحمۃ للعالمین ؐ کو معروف غلامی ہی سے بیزاری نہ تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری غلامی کا بھی قلع قمع کر دیا جو آزاد عورت کو مرد کی کرنی پڑتی تھی صرف شوہر کی غلامی نہیں، باپ کی غلامی، بیٹے کی غلامی، خاندان کے تمام مردوں کی غلامی ہر آزاد عورت کو عمر کے مختلف حصوں میں بھگتنی ہوتی تھی۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلامی سے عورت کو نجات دلائی آپؐ نے فرمایا فاتقوا اللّٰہ فی النساء عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرو"۔ اور ان لکم علیٰ نساءکم حقاً ولھن علیکم حقاً "تمہارا عورتوں پر اور عورتوں کا تم پر حق ہے" ___ قرآن کے الفاظ ھُن لباسٌ لکم وانتم لباسٌ لھن، فرماکر تو عورتوں کی مردوں سے برابری کی انتہا فرمادی۔

قبل از اسلام جان و مال کی کوئی قیمت نہ تھی۔ جو شخص چاہتا تھا قتل کر دیتا تھا اور جس کا مال چاہتا تھا چھین لیتا تھا۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان دماءکم واموالکم علیکم حرام کحرمۃ یومکم ھٰذا فی شھرکم ھٰذا الیٰ یوم تلقون ربکم "تمہارا خون اور تمہارا مال تا قیامت اسی طرح حرام ہے، جس طرح یہ دن اس مہینے میں اور اس شہر میں حرام ہے" ___ واضح رہے کہ یہ الفاظ حجۃ الوداع کے موقع پر ارشاد فرمائے گئے۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے انسانی جان و مال کی قیمت ان الفاظ میں ظاہر فرمائی ___ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ

جَمِیعًا وَمَنْ اَحْیَاھَا فَکَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیعًا (سورۃ مائدہ۔ ع ۵) "اگر کسی شخص نے ایک انسان کو بھی قتل کر دیا گویا اس نے تمام انسانوں کو قتل کر دیا اور جس نے ایک شخص کی جان بچائی، گویا اس نے تمام انسانوں کی جان بچائی"۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل ترکِ رہبانیت کو مذاہب میں بہت اعلیٰ درجہ گیا تھا لیکن آپؐ نے اسے انسانیت کے حق میں مضر سمجھا۔ وَرَھْبَانِیَّۃَنِ ابْتَدَعُوْھَا مَاکَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ۔ "رہبانیت تو لوگوں کی خود ساختہ گھڑت ہے۔ اللہ نے تو اسے انسان کے لیے کبھی مفید نہیں فرمایا"۔

ساتھ ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لَارُھْبَانِیَّۃَ فِی الْاِسْلَامِ "اسلام میں رہبانیت نہیں ہے" کی وضاحت کر کے لوگوں کو دین فطرت کی طرف متوجہ کیا۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے معاہدات میں دوسری قوموں خصوصاً یہودیوں کو (جنھیں دوسری اقوام حقارت کی نگاہ سے دیکھتی تھیں) مستقل قوم کی حیثیت سے قبول فرمایا اور انھیں مساویانہ حقوق عطا فرمائے۔ ساتھ ہی آپؐ نے اعلان فرمایا: لَآاِکْرَاہَ فِی الدِّیْنِ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ "دین کے بارے میں کسی پر زور اور زبردستی نہیں ہدایت اور ضلالت کو کھلے طور پر واضح کر دیا ہے"۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ساتھ ہی یہ بھی اعلان فرمایا کہ: لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ "تمھارے لیے تمھارا دین اور میرا لیے میرا دین"۔

دوسرے مذاہب کے ساتھ اس سے بڑی رواداری ممکن نہیں ہے رحمۃ للعالمینؐ کا ارشاد ہے کہ "اکیلا میں ہی اللہ کا رسول اور پیغمبر نہیں ہوں۔ فلاں فلاں جن کے نام تم نے سُنے ہیں اور جن کے نام دور ہو جانے یا پرانے ہو جانے کے سبب تم تک نہیں پہنچے۔ سب رسول اور پیغمبر تھے۔ دنیا کا کوئی گوشہ اور قریہ نبی سے محروم نہیں چھوڑا گیا"۔ اس ارشاد کی روشنی میں مسلمانوں کو یہ اجازت نہیں ہے کہ دوسروں کے کسی بزرگ کو بُرا کہیں، مبادا وہ بزرگ نبی ہو۔

یہ تعلیم صرف رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے اور یہ آپ کے رحمۃ للعالمین

ہونے کا بیّن ثبوت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے امتیوں کے دل میں دوسروں کے پیشواؤں کی اُلفت کے جذبات بھر دیے ہیں۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کا ایک روشن پہلو یہ بھی ہے کہ آپؐ نے کائنات کے بارے میں ایک حیات آفریں تصوّر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے وقت کائنات کے بارے میں عام انسانوں کا تصور یہ تھا کہ انسان مادّے کی اندھی بہری قوتوں کے ہاتھوں میں ایک بے بس کھلونے سے کچھ زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔ اسی لیے وہ دوسری چیزوں کے ساتھ ساتھ مظاہرِ فطرت کی عبادت بھی کیا کرتے تھے۔ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حقیقت واضح فرمائی کہ یہ کائنات اس کے سارے مظاہر اور قدرت کے تمام مادی وسائل انسان کے لیے ہیں۔ انسان کائنات کے لیے نہیں ہے۔

بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تیئیس برسوں میں اتنا کام کر گئے جتنا کام صدیوں میں ہونا ناممکن تھا اور ایسا کام کر گئے کہ انسانیت کا زاویۂ نگاہ بدل ڈالا۔ رحمۃ للعالمینؐ نے دنیا کے لیے علم وعمل کے نت نئے سرچشمے کھول دیئے اور دنیا کو غور و خوض کی بالکل نئی شاہراہیں دکھا گئے۔ یہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں جن کا فرمان ہے ؎

کہ حکمت کو اِک گمشدہ لال سمجھو

جہاں پاؤ، اپنا اُسے مال سمجھو

حالی

علم ہی کے حصول کے سلسلے میں آپؐ نے ماں کی گود سے قبر کی گود تک یعنی تمام زندگی وقف کر دینے کا فرمان دیا۔ اس سلسلے میں غیر اقوام سے بھی علم حاصل کرنے کی حوصلہ افزائی فرمائی مشہور حدیث ہے کہ "اُطلبوا العِلمَ ولو کانَ بالصّین" علم حاصل کرو، خواہ تمھیں چین جانا پڑے"۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے الفاظ میں غیر اقوام سے یوں خطاب فرمایا:
هَلْ عِنْدَكُمْ مِنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوْهُ لَنَا (انعام۔ رکوع ۱۸) "کیا تمھارے پاس کچھ علم ہے پس اسے ہمارے لیے ظاہر کرو"۔

انسان اور انسانیت کی ترقی کی وہ کون سی چیز ہے جس کی ابتداء رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں فرمائی غلامی کا سدباب سب سے پہلے آپ کے ہاتھوں ہوا۔ سرمایہ دارانہ نظام سب سے پہلے آپؐ کے ہاتھوں مٹا۔ نسلی اور جغرافیائی امتیازات کا سب سے پہلے آپؐ نے خاتمہ فرمایا۔ اکتسابِ علم کی طرف سب پہلے آپؐ نے متوجہ فرمایا۔ دنیا کو ایک مرکز پہ آنے کی سب سے پہلے آپؐ نے دعوت دی عورتوں کو مردوں کے برابر حقوق سب سے پہلے آپؐ نے عطا فرمائے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مسلک عطا فرمایا جس کا خلاصہ باہمی مساوات، باہمی تعاون، اور عالمگیر اخوت ہے اور جس نے دنیا اور آخرت میں سنگم پیدا کر دیا ہے۔

یہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی سیرت ہو سکتی ہے جو غریبی وامیری جوانی و پیری امن اور جنگ، اُمید اور ترنگ، گدائی اور بادشاہی، مستی و پارسائی، رنج و راحت حزن و مسرت ــــ عمر کے ہر درجے اور زندگی کے ہر مرحلے پر ہماری رہبری کر سکتی ہے۔

رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت کے بے پایاں سمندر کو ایک مضمون کے قطرے میں سمانا ناممکن ہے۔ بے شک آپؐ دنیا میں رحمتِ خداوندی کے مظہر تھے اور اللہ تعالیٰ کے بعد آپؐ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرتبہ ہے۔

لا یمکن الثناء کما کان حقہٗ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اس مضمون کی تیاری میں مندرجہ ذیل کُتب اور جرائد سے استفادہ کیا گیا ہے:۔

تاریخِ اسلام ـــ ڈاکٹر حمید الدین
سیرۃ النبیؐ (جلد سوم) ـــ علامہ شبلی نعمانی و مولانا سید سلیمان ندوی
رحمۃ للعالمینؐ (تین جلدیں) ـــ قاضی محمد سلیمان سلمان منصور پوری
رحمتِ عالمؐ ـــ سید سلیمان ندوی
خطباتِ مدراس ـــ سید سلیمان ندوی
رحمۃ للعالمینؐ ـــ خواجہ محمد اسلم "ماہِ نو" جنوری ۱۹۹۸ء
سرورِ کائنات ـــ مُلّا واحدی "جنگ" کراچی، عید میلاد النبی ایڈیشن ۱۹۷۲ء